© rasailojaraid.com

خم تہی گشت و نماندہ صاف درد　　درد باقی بہر مست و مضطرب
چونکہ تاریخ و مہ سال وصال　　از دل پر درد خود کردم طلب
سر ز جیب بے خودی برکرد و گفت　　روز ہشتم بود از ماہِ رجب
سنہ ۱۲۲۹ھ

۱ تکملۃ سیر الاولیاء ص ۱۵۳

تفسیر مظہری

تمام عربی مدرسوں کتب خانوں اور عربی جاننے والے اصحاب کے لئے بیش بہا تحفہ

ارباب علم کو معلوم ہے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یہ عظیم المرتبہ تفسیر مختلف خصوصیتوں کے اعتبار سے اپنی نظیر نہیں رکھتی لیکن اب تک اس کی حیثیت ایک گوہرِ نایاب کی تھی اور ملک میں اس کا ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔

الحمد للہ۔ سالہا سال کی عرق ریز کوششوں کے بعد ہم آج اس قابل ہیں کہ اس عظیم الشان تفسیر کے شائع ہوجانے کا اعلان کرسکیں، اب تک اس کی حسب ذیل جلدیں طبع ہوچکی ہیں جو کاغذ اور دیگر سامان طباعت وکتابت کی گرانی کی وجہ سے بہت محدود مقدار میں چھپی ہیں۔ آخری جلد زیر کتابت ہے۔

ہدیہ غیر مجلد جلد اوّل تقطیع ۲۹×۲۲/۸ سات روپے جلد ثانی سات روپے جلد ثالث آٹھ روپے، رابع پانچ روپے، خامس سات روپے، سادس آٹھ روپے، سابع آٹھ روپے، ثامن آٹھ روپے،
کل قیمت ۸ جلد ۵۸ ؎ ۔

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ

از
حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی

(بسلسلۂ گذشتہ)

"جمہور متکلمین اشاعرہ اور معتزلہ دونوں ہی کی طرف یہی خیال کتابوں میں منسوب کیا گیا ہے"
(عقد الجید صفحہ ۱۱)

مسئلہ کو سمجھاتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ

ان اختلافات کی مثال ایسی ہے جیسے حدیثوں میں آیا ہے کہ

اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ قرآن سات (یعنی بہت سے) حروف پر نازل ہوا ہے

آخر ہم قرآنی الفاظ کی قراءتوں کی مختلف شکلوں کو جیسے صحیح سمجھتے ہیں اجتہادی مسائل کے اختلافات کے ہر پہلو کو صحیح قرار دینے میں کیا دشواری پیش آئے گی،

بہرحال سلف سے خلف تک کتابوں میں بھی لوگ لکھتے چلے آئے ہیں، اور اول سے آخر تک مسلمانوں کی فہم عمومی کا عملی مذاق بھی یہی رہا ہے، تقلید تو کوئی شبہ نہیں لوگ کسی ایک امام کی ہی کرتے رہے ہیں، لیکن احترامی تعلقات اجتہاد و تفقہ کے سارے ائمہ کے ساتھ انھوں نے مسلسل باقی رکھے ہیں۔ سب ہی کو قبولانِ حق اور دین کے راست باز پیغمبرؐ کے وفادار بزرگوں میں شمار کرتے رہے ہیں۔

لیکن بایں ہمہ اس کا اعتراف بھی واقعہ کا اعتراف ہوگا، کہ خاص حالات کے زیر اثر کبھی کبھی مسلمانوں پر ایسے خفقانی دورے بھی پڑے ہیں، جن میں دیکھا گیا ہے کہ روح سے بے تعلق ہو کر سبک دماغوں کا کوئی طبقہ یا گروہ دین کے صرف بیرونی خط و خال نوک پلک کے سنوارنے پر بے جا اصرار کر رہا ہے۔ غلو میں بڑھتے ہوئے اس حد تک پہنچ گیا کہ عام مسلمانوں کے لئے اس گروہ کا وجود باعثِ فتنہ و فساد، افتراق و شقاق بن گیا، نہ جاننے والے عموماً اس کی ذمہ داری فقہی اختلافات کے قصوں کے سر تھوپ دیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالانکہ سچ پوچھئے تو ہر آبادی میں کچھ لوگ ایک خاص قسم کے نفسیاتی مرض، اور ذہنی روگ کے شکار ہوتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ قدرتِ حق سے کہیں کسی سرکاری ملازمت کے حاصل کرنے میں مثلاً کامیاب ہو گئے تو ان کی زندگی سمٹ سمٹا کر اسی ملازمت اور ملازمت کے قصوں میں کھپ جاتی ہے سرکاری ملازم کے جو فرائض ہیں۔ کہ وقت پر کچہری میں آدمی حاضر ہو، خدمت جو اس کے سپرد کی گئی ہے، دیانت، وامانت کے ساتھ اس کے حقوق ادا کرے، لیکن ظاہر ہے کہ کچہریوں کا ملازم صرف کچہریوں کا ملازم ہی نہیں ہوتا وہ اپنے بچوں کا باپ بھی ہے۔ بیوی کا شوہر بھی ہے، عزیزوں اور قریبوں کا رشتہ دار بھی ہے، سوسائٹی کا ایک فرد بھی ہے، الغرض کچہری کی زندگی کے سوا اور بھی بیسیوں شعبوں سے اس کا تعلق ہے، لیکن مذکورہ بالا نفسیاتی روگ کے بیماروں کی مصیبت یہ ہوتی ہے کہ ان کی ملازمت دفتر کی کرسی اور میز تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی بیوی بچوں میں بھی سرکاری ملازمت کا شعور ان کا گلا پکڑے رہتا ہے، ملنے جلنے والوں کے سامنے بھی وہ سرکاری ملازم کے سوا اور کسی شعور کو اپنے اندر نہیں پاتے، جاگتے بھی ہیں، تو اسی تصور کے ساتھ کہ حکومت کا میں عہدہ دار ہوں، اور سوتے بھی ہیں تو اسی خیال کے ساتھ سوتے ہیں الغرض زندگی کا کوئی لمحہ اس احساس سے ان غریبوں کا خالی نہیں ہوتا، اکثر و بیشتر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کے لوگ درحقیقت اپنی ملازمت کے حقیقی فرائض کی تکمیل سے قاصر ہوتے ہیں، آخر دفتر کے باہر بھی جو سرکاری ملازم ہی بنا رہے گا، تو دفتر کے اندر پہونچ کر نئے فرائض کا شعور اس میں نہ ابھرے اور اندر پہونچ کر بھی وہ باہر رہے، تو اس قسم کی ذہنیت کا انجام عام حالات میں یہی ہونا بھی چاہئے۔

مذکورہ بالا نفسیاتی مرض کے مریضوں کا ذہنی رشتہ کسی وجہ سے مذہب یا دین کے ساتھ جب قائم ہو جاتا ہے تو اس کے تماشے بھی عجیب ہوتے ہیں۔ اچانک اپنے ہم مذہب افراد کی عمومیت سے دیکھا جاتا ہے، کہ اچک کر باہر ہو گیا، جو کچھ سب مانتے ہیں وہی وہ بھی مانتا ہے، جو کچھ سب جانتے ہیں وہی سب کچھ وہ بھی جانتا ہے لیکن اس نفسیاتی بحران کے زمانہ میں چشم و ابرو کے ہر اشارہ سے یہی ظاہر کرتا ہے کہ دین اور دینیات کے سوا نہ اس کے اندر کچھ باقی رہا ہے اور نہ باہر، حرکت ہو یا سکون، نشست ہو یا برخاست، ہر حال میں ایسا معلوم ہوتا ہے اور شاید دوسروں کو وہ یہی معلوم بھی کرانا چاہتا ہے کہ براہ راست خدا سے اسی کا تعلق قائم ہے مذہب کے واحد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاگیرداراور دین کے تنہا ٹھیکہ دار کی شکل میں اپنے آپ کو نمایاں کرتا ہے اپنے متعلق طرح طرح کی خوش فہمیوں میں غلطاں وپیچاں رہتا ہے۔

شاید اسی قسم کے نفوس، اور ان کے نفسیاتی مرض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، تاریخ دمشق میں ابن عساکر نے ان ہی کے حوالہ سے یہ قول ان کا نقل کیا ہے،

اقوام یظہر علیہم سرعۃ الانتساب الی اللہ تعالیٰ عند الحوادث و نزول الاحکام فقال ابعد الناس عن اللہ من یدعی الاشارۃ والقرب واکثرہم الیہ اشارۃ امسقتہم عندہ (ص ۴۲۵ ج ۱)

کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کو دیکھا جاتا ہے کہ عالم میں جو حوادث پیدا ہوتے ہیں، یا احکام الٰہی جاری ہوتے ہیں ان کو خدا کی طرف منسوب کرنے میں سب سے زیادہ پیش پیش نظر آتے ہیں (ابوسعید نے ان کا ذکر کرکے کہا) جو خدا کی طرف اشارہ کا، اور خدا سے نزدیک ہونے کا مدعی ہو وہی سب سے زیادہ خدا سے دور ہے، خدا کے غصہ کا سب سے زیادہ شدید وہی ہے جو سب سے زیادہ (ہر بات میں) اسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا دکھائی دے۔

شاید اسی معفوت دیکھو ش طبقہ کے اس اہتمام کو دیکھ کر مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

"تم مچھروں کو چھانتے ہو اور اونٹوں کو نگلتے ہو"

ہندوستان میں بھی پچھلے دنوں زوالِ حکومت کے بعد مسلمانوں پر آفات ومصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے ان قسموں میں اور تو جو کچھ ہوا سو ہوا، ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کی بعض ناگوار صورتیں اس شکل میں جو پیش آئیں، کہ مسجدوں میں ننگے ہو رہے ہیں، جوتے چل رہے ہیں، گتھم گتھی ہو رہی ہے، ایک دوسرے کو معمولی معمولی باتوں پر مسجدوں سے نکالنے پر اصرار کر رہا ہے، بسا اوقات بے غیرت مسلمانوں کو اپنے دینی مسائل کے جھگڑوں میں، انگریزی حکام کے سامنے فیصلہ طلب کرنے کے لئے حاضر ہونا پڑا دینِ اسلامی کے اخلاقی مسائل کے استعمال کی یہ ایک بدترین شکل تھی جو دین کے متعلق اسی قسم کے نازک احساسات والوں کے غلط طریقہ عمل کی پیداوار تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کی روح اور دین کے مغز سے بیگانہ ہو کر صرف اسی پر لڑ رہے تھے کہ گو آہستہ آمین کہنا بھی حدیثوں سے ثابت ہے لیکن زیادہ قوی حدیثوں سے ان کا دعویٰ تھا کہ زور سے آمین کی آواز کا منہ سے نکالنا بھی بہتر ہے، یا بجائے ناف یا زیر ناف کے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا خیال کرتے تھے کہ زیادہ اچھا ہے، رکوع میں جاتے ہوئے یا اس سے اٹھتے ہوئے کوئی ... دونوں ہاتھوں کو نہ اٹھائے تو وہ بھی کہتے تھے کہ اس کی نماز ہو گئی تاہم اٹھانا ہاتھوں کا کہتے تھے کہ زیادہ ثواب کا کام ہے، یہ سب کچھ ماننے کے باوجود ان ہی چند مسئلوں میں جو غل غپاڑے ہوئے، ہنگامے مچائے گئے، جگ ہنسائیاں ہوئیں وہ بڑی دردناک داستان ہے۔ فقہی اختلافات کے غلط استعمال کی یہ بڑی ہولناک تاریخی مثال ہے۔

اور گو اب یہ جوش و خروش رفتہ رفتہ ٹھنڈا پڑتا چلا جارہا ہے، لیکن دین کے صحیح احساس کا نتیجہ شاید ہم اس کو بھی قرار نہیں دے سکتے، وہ تو جو کچھ ہو رہا تھا دینی احساس کی شدت کا نتیجہ تھا، اور اب جو کچھ دیکھا جارہا ہے، دینی احساس سے بے گانگی کی یہ پیداوار ہے، جیسے جیسے مغربی تمدن کا اثر جاگزیں ہوتا جارہا ہے دین کے فروعی مسائل تو خیر دور کی چیزیں ہیں، خود اصل دین سے ہی لوگ بے تعلق ہوتے چلے جارہے ہیں خدا ہی جانتا ہے کہ اس کا آخری انجام کیا ہوگا۔ زوالِ حکومت کی چوٹ سے کچھ چونک پیدا بھی ہوئی تو اس چونک اور تنبیہ کا رخ، اختلافی مسائل کی طرف پھر گیا، ادھر سے رخ کچھ مڑا بھی ہے تو خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اصل دین ہی کا قصہ (العیاذ باللہ) ختم نہ ہو جائے۔

بہرحال کہنا یہ چاہتا تھا کہ بجائے خود اندرونی اختلافات کے ان قصوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے، البتہ کم سبک دماغوں کے اس طبقے نے ان کو بھیانک اور حد سے زیادہ خوفناک بنا دیا۔ جیسا کہ پچھلے دنوں ہندوستان کے مسلمانوں میں زوالِ حکومت سے پیدا ہونے والی بے چینیوں کے سلسلے میں دیکھا گیا تھا، لوگ حیران تھے کہ اچانک یہ ہوا کیا۔ جو حاکم تھے وہ محکوم بن گئے، جن کا سب کچھ تھا ان کا کچھ باقی نہ رہا، پھر کچھ تو مذہب کے ان ہی فروعی مسائل کے سلجھانے میں مشغول ہوئے شاید ان کا احساس تھا کہ ان مسائل سے غفلت کی سزا مسلمانوں کو قدرت کی طرف سے دی گئی ہے لیکن سلجھانے کی ہر کوشش مسائل کو الجھاتی ہی چلی گئی بعضوں نے فقہ کے ساتھ حدیثوں کے قصہ کو بھی اسی لئے ختم کر دینے کا تہیہ کیا اور دعوت دینے لگے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عذابِ الٰہی کے ازالہ کی کوئی شکل اس کے سوا نہیں ہے، کہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی کتاب پر مسلمانوں کو جمع کر دیا جائے مگر عمل کا جب وقت آیا تو جو ہونا چاہئے تھا وہی ہوا یعنی اللہ کی کتاب کے ساتھ اپنے اوپر بھی جمع کرنے والے مسلمانوں کو جمع کرنے لگے، قرآن کے ساتھ ضروری قرار دیا گیا کہ قرآن سمجھانے والوں کے دماغوں اور بھیجوں پر بھی ایمان لایا جائے

اسی سلسلہ میں بعض نے تو قرآن کے ساتھ ساتھ خود اپنے اوپر ہونے والی وحیوں پر بھی ایمان لانے کی دعوت حکومت سے محروم ہونے والے مسلمانوں کو دینے لگے، کھوئی ہوئی حکومت کے ملنے کی واحد شکل یہی قرار دی گئی کہ محمد رسول اللہ کی وحی کے ساتھ جدید نرحی کی روشنی حاصل کی جائے۔ گویا محمدیؐ رسالت ناکافی ٹھہرائی گئی یہی خفقانی دورہ تھا، جو مختلف شکلوں میں دلوں اور دماغوں پر پڑتا رہا، اور یہ سب جو کچھ بھی ہوا، ان ہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا، جو عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی اختصاصی رشتہ کے مدعی بن بیٹھے تھے۔ دین کی جاگیرداری اور مذہب کی ٹھیکہ داری کا دھوکہ کسی نہ کسی وجہ سے ان کو لگ گیا تھا۔ اسی کے ساتھ تاریخ ہی کی شہادت یہ بھی ہے کہ قصداً و ارادۃً و فروعی اختلافات کے ان فقوں کو چھیڑ کر کبھی کبھی ناواقف غریب مسلمانوں کے اندر اپنا الو سیدھا کرنے کی نکوہیدہ کوششیں بھی کی گئیں، بات تبنگڑ بنی، تل بڑھا کر مسہ بنا دیا گیا جو کچھ نہ تھا، قرار دیا گیا کہ وہی سب کچھ ہے۔

یوں ائمہ اجتہاد کے ماننے والوں کو ٹکڑیوں میں بانٹ بانٹ کر اپنی شکم پروری کا سامان بھی ماننا چاہئے کہ بعض سیاہ سینہ افراد نے کیا۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ افراتفری کی جو شکلیں مسلمانوں کے اندر زوالِ حکومت کے بعد پیدا ہوئیں۔ ان میں بھی شکمی کاروبار والوں کا ہاتھ تھا یا نہیں، بلکہ عرض کر چکا ہوں میرا خیال یہی ہے کہ زیادہ تر یا س نفسیاتی روگ کی پیداوار ہے، جس کا بدقسمتی سے اس زمانہ میں دین ہی سے تعلق قایم ہو گیا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس جھمیلے میں شکمی عیارانِ شاطر بھی شریک ہو گئے ہوں۔

بہرحال ہندوستان میں دینی جھگڑوں کے یہ تماشے جو دیکھے گئے، دین کے صحیح احساس پر اس کی بنیاد یقیناً قایم نہ تھی۔ اب خواہ تہ میں ان کے وہی نفسیاتی مرض ہو، یا شکمی تقاضے پوشیدہ ہوں۔ تاہم یہ بھی قطعاً بہتان اور افترا ہے کہ بانٹنے والوں نے مسلمانوں کو کلیتہً فقط اپنے پیٹ میں کھڈا لینے کے لئے بانٹا تھا بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ اکثریت اس جرم سے اپنا حسنِ ظن تو یہی ہے کہ عموماً بری اور پاک تھی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن پیٹ کے لئے ناواقف مسلمانوں کو کبھی بانٹا نہیں گیا ہے۔ یہ بھی کلیتہً درست نہیں ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے ایک بڑے فہیم و زکی، عالم بیدار مغز سیاح علامہ مقدسی ہیں، انھوں نے سیاحت کے بعد سفر کی یادداشتوں کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب بھی کر دیا تھا۔ کتاب یورپ میں طبع ہو کر شائع بھی ہو چکی ہے، اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے، کہ سارے اسلامی ممالک جن میں مقدسی گھومے ہیں، وہاں کے مسلمانوں کے دینی رجحانات کا بھی تذکرہ کرتے چلے گئے ہیں۔

خراسان میں جب پہونچے تو لکھا ہے کہ

"حنفی مسلمانوں کو دیکھا کہ ان کو لوگ یہاں مسکیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور شافعیوں نے اپنے آپ کو صدقیہ کے نام سے مشہور کیا ہے"

آگے ان ہی کا بیان ہے کہ

بينهما عصبيات يهراق فيها الدماء	(حنفیوں اور شافعیوں میں) لاگ ڈانٹ کے تعلقات
ويدخل بينهما السلطان ص٣٦٦	میں بسا اوقات اسی سلسلہ میں خون ریزیاں بھی ہوئی ہیں، حکومت کو دخل اندازی کی ضرورت ہوئی ہے

خراسان کے شہر سرخس میں پہنچے تو پایا کہ حنفیوں کو یہاں "ودسیہ" کہتے ہیں اور شافعیہ اپنے آپ کو اہلیہ کہتے ہیں۔ آئے دن ان میں مذہبی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، ہرات میں بھی یہی تماشہ انھوں نے دیکھا۔ حد یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں بھی مقدسی نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ

"وہاں کے جزارین (قصابوں) اور خیاطین (درزیوں) میں خوب جھگڑے ہوتے ہیں۔ قصابوں کی پارٹی سُنی بن کر لڑتی تھی اور درزی شیعہ بن کر ان پر چڑھائی کرتے تھے۔" ص١٠٢

عرب ہی کے مقام یمامہ میں پہنچے، تو لکھا ہے کہ

"وہاں دیکھا کہ قصابوں کی ٹولی الگ بنی ہے، اور بدوؤں سے ان کی لاگ ڈانٹ چلی جاتی ہے (دینی جھگڑے بڑھتے ہوئے اس نوبت کو پہنچ چکے ہیں کہ جانبین کا ان لوگوں نے بٹوارہ کر لیا ہے، جب کوئی مسافر باہر سے ان کے یہاں آتا ہے تو کہتے ہیں ان دونوں فرقوں میں سے جس کے پاس تمہارا جی چاہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ٹھہر سکتے ہو، ورنہ پھر یہاں سے نکل جاؤ" صلا

بصرہ میں بھی بیان کیا ہے کہ

"شہریوں کو بھی ان ہی مذہبی قصوں کے سلسلے میں لوگوں نے بانٹ رکھا ہے، آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور اطراف نواح کے قصبوں، دیہاتوں سے بھی لوگ ہر ایک کی مدد کے لئے آتے ہیں"

کتاب تو اس وقت میرے پاس نہیں ہے، لیکن یاد آتا ہے کہ معجم البلدان میں "رے" جس کے کھنڈروں کے پاس آج کل طہران کا شہر آباد ہو گیا ہے۔ اسی "رے" کے ذیل میں لکھا ہے کہ

"حنفیوں اور شافعیوں کو اس شہر میں لڑایا گیا۔ اور اتنا لڑایا گیا کہ برابر دیہاتوں اور قصبوں سے اپنی اپنی پارٹی کی حمایت کے لئے جرگے آتے رہتے تھے۔ اتنی خونریزیاں ہوئیں کہ بالآخر "رے" کا اکثر حصہ ویران و برباد ہو کر رہ گیا"

لیکن ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے فروعی اختلافات سے ناجائز اور قطعاً ناجائز نفع اٹھانے کی یہ ناپاک کوششیں تھیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں قصابوں، درزیوں، بدوؤں یا اسی قسم کے بے چارے عامیوں، ناواقفوں کو بے وقوف بنا کر کام نکالنے والے اس زمانے میں بھی کام نکالتے تھے اور آج بھی اس راہ میں کامیابی کے لئے عوام کے ان ہی طبقات کو تاکا جاتا ہے ورنہ جہاں کے مسلمان پڑھے لکھے صاحبِ فہم و بصیرت تھے ان ہی مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حریفوں کی وہاں نہیں چلتی تھی۔ خود مقدسی نے اس کی مثالیں بکثرت پیش کی ہیں۔ قیروان جو کسی زمانہ میں افریقہ کا سب سے بڑا مرکزی شہر لاکھوں لاکھ کی آبادی والا تھا۔ مقدسی نے وہاں کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اس شہر میں حنفی بھی ہیں، اور مالکی بھی جن میں کسی قسم کی کوئی کشمکش اور جھگڑے نہیں سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت و الفت کی زندگی بسر کرتے ہیں" ۳۲۵

جس سے معلوم ہوا کہ "مذہبی اختلافات" میں بجائے خود فتنہ و فساد شقاق و نفاق کے جراثیم پوشیدہ نہیں ہیں، بلکہ بھرنے والوں کا جب جی چاہتا ہے، یا ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان میں بھی باہر سے زہر بھر دیتے ہیں اسی جہاں گرد، جہاں بیں سیاح نے ایک موقعہ پر بڑی دلچسپ تجربہ کی عبرت آموز خبر دی ہے، بلخ کے متعلق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ لکھ کر کہ

"اس شہر کو مذہبی جھگڑوں سے دیکھا کہ پاک ہے"۔

آگے وہی اطلاع دیتے ہیں کہ

وبلغ عصبیات غیر المذاھب وکذالک فی جمیع البلدان عصبیات ط۳۳۶	لیکن بجائے مذہب کے، وہاں غیر مذہبی تعصبات کا زور ہے اور اسی طرح تمام شہروں میں کسی نہ کسی قسم کا تعصب پایا ہی جاتا ہے۔

یہ بڑے پتہ کی بات ہے، اور یہی واقعہ ہے، عرض کر چکا ہوں کہ بنی نوع انسانی کے افراد میں وحدت کے ساتھ کثرت اور اختلافات کے پہلوؤں کا پایا جانا، ایک ناگزیر قدرتی واقعہ ہے۔ لیکن اختلاف کے ان پہلوؤں کے استعمال میں آپ کو اختیار ہے، چاہے فتنہ وفساد کے بھڑکانے میں ان کو استعمال کیجئے، چاہے گلہائے رنگ رنگ کو زمینتِ چمن قرار دے کر ان سے منافع حاصل کیجئے۔

سادہ دلوں کا ایک گروہ باور کئے ہوئے ہے کہ سارے جھگڑے مذہبی اختلافات ہی سے پیدا ہوتے ہیں جن کے ختم کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں یعنی یا تو دنیا کو مذہب اور دین کے عنصر سے کلیتہً خالی کر دیا جائے اور یہ ممکن نہ ہو سکے، تو دنیا کو جنت بنانے کی ایک شکل احمقوں نے یہ تجویز کی ہے کہ زمین کے ہر حصہ کو کسی خاص دینی فرقہ کا وطن بنا دیا جائے۔ جب یہ ہو جائے گا تو شاید خود بھی یہی باور کئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی باور کراتے پھرتے ہیں کہ آئے دن کے جھگڑوں، رگڑوں سے ہمیشہ کے لئے فرصت ہو جائے گی۔

"احمقوں کی جنت" صحیح معنوں میں اگر مالیخولیا کی کوئی شکل ہو سکتی ہے تو شاید یہی تجویز ہو سکتی ہے آپ دیکھ چکے کہ ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کو بھی جب بآسانی مختلف ٹولیوں میں بانٹ دیا جا سکتا ہے، اور ایک فرقہ کو لے کر دوسرے فرقہ کے سروں پر ٹپکنے والے بسہولت تمام ٹپک سکتے ہیں۔ تو آخر "ایک مذہب" کی صحیح تعریف کیا کی جاتی ہے، جب حنفیوں کو شافعیوں سے لڑایا جا سکتا ہے ایک کا خون دوسرے کے ہاتھوں بہانے میں بھی کامیابی حاصل کرنے والے کامیابی حاصل کر چکے ہیں تو آخر "دینی وحدت" کا ایسا قالب کون بنا سکتا ہے جس میں قطعاً کسی اختلاف کی سرے سے گنجائش باقی نہ رہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر جو مذہب کو ختم کر کے انسانوں کے باہمی اختلافات کے قصوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں، مقدسی نے تو کئی سو سال پہلے دیکھا تھا کہ " جہاں مذہبی تعصبات نہ تھے، وہاں غیر مذہبی عصبیتوں کی بنیاد پر لوگ آپس میں الجھے ہوئے تھے" لیکن ہم تو اپنی آنکھوں سے آج دیکھ رہے ہیں۔ ہماری صدی ہی اسی تماشے میں گذر رہی ہے، کہ ایک ہی دین، ایک نبی، ایک کتاب کے ماننے والے بلکہ ایک ہی رنگ تقریباً ایک ہی نسل والے ٹھہر ٹھہر کر ایک دوسرے پر خود دوڑتے ہیں، لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں مقتولوں کی فہرستیں مسلسل بنتی چلی جا رہی ہیں، تقسیم کے نئے معمولی معمولی حیلے تراش لیا جاتا ہے، آخر جب کالے رنگ کے چہرے والوں کو اجلی کھال والوں سے رنگ کے اختلافی پہلو کو ابھار کر ٹکرا دیا جا سکتا ہے تو کسی زمانہ میں پست قد والوں کی ایک صف بنا کر دراز قد والوں سے یا چھوٹے کان والوں کو بڑے کان والوں سے بھڑا دینے کو آپ عجیب بات کیوں سمجھتے ہیں؟ زمین کے فرضی و وہمی ٹکڑے کو وطن کا نام دے کر جب عوام کو کٹوایا جا رہا ہے تو اس قصے کو گھروں اور پلنگوں تک کیوں نہیں بڑھایا جا سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یوں مذہب اور دین سے کسی کا دل بے زار ہو تو پھر یہ دوسری چیز ہے، لیکن لڑائی جھگڑوں کا الزام مذہب کے سر منڈھنا کہ سارے دنگے جھگڑے مذہب سے پیدا ہوتے ہیں اور اسی الزام کو بنا کر سرے سے مذہب ہی کے ختم کر دینے کا وسوسہ جن دلوں میں پیدا ہو رہا ہے، ان کو ہمارے عہد کے ذرا واقعات پر نظر رکھتے ہوئے رائے قائم کرنی چاہیے،

دوسروں سے تو کچھ کہنے کا مجھے حق نہیں لیکن مسلمانوں سے کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ان کے منہ سے تو مذہبی اختلافات کی نوحہ خوانیاں قطعاً اچھی نہیں معلوم ہوتیں۔

مقدسی نے اپنی اسی کتاب میں مذہبی اختلافات کے قصوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کوفہ کے ایک پرانے بزرگ عمرو بن مرہ کا ایک بڑا پر مغز بیان درج کیا ہے۔ خلاصہ جس کا یہ ہے کہ ایک شخص عمرو بن مرہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ جناب والا میرا عجیب حال ہے، اب تک مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں شریک ہو ہو کر الگ ہوتا رہا ہوں، ہر فریق اپنی تائید میں قرآن ہی سناتا ہے میں تو ان مذہبی جھگڑوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ بتائیے کہ آخر میں کروں کیا؟ عمرو بن مرہ نے کہا کہ اے شخص سن! تو نے مسلمانوں کے مذہبی اختلافات کا ذکر کیا، میں پوچھتا ہوں تو جواب دیتا جا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے

کیا مسلمانوں کا اس میں اختلاف ہے؟ جواب دیا گیا نہیں۔

قرآن خدا کی کتاب ہے، کیا مسلمانوں کا اس میں اختلاف ہے؟ نہیں۔ پانچ وقتوں کی نمازیں فرض ہیں

کیا مسلمانوں کا اس میں اختلاف ہے؟ نہیں۔ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے کیا اس میں اختلاف ہے؟ نہیں

کیا رمضان کے مہینے میں روزے فرض ہیں؟ اس میں اختلاف ہے؟ نہیں

بیت اللہ کا حج مسلمانوں پر فرض ہے کیا اس میں اختلاف ہے؟ نہیں

زکوٰۃ فرض ہے اس میں اختلاف ہے؟ نہیں

جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا فرض ہے کیا اس میں اختلاف ہے؟ نہیں

الغرض ابن مرہ مسلسل یوں ہی سوال کرتے جاتے تھے اور جواب میں پوچھنے والا بے چارا نہیں نہیں کہتا رہا

تب عمرو بن مرہ نے کہا کہ

"دیکھو بھائی مسلمانوں کا جن مسائل پر اتفاق ہے، محکمات یہی ان ہی کو کہتے ہیں ان کو پکڑ لو اور اختلافی مسائل میں زیادہ غور و خوض کی ضرورت نہیں، ان کی نوعیت متشابہات کی ہے"

اور آخر میں وصیت کی،

"اہل کتاب کے بعد دین مسلمانوں کے سپرد کیا گیا، ہمارے پہلوں نے یعنی صحابہ نے دین کو جس شکل میں مانا اور برتا ہے ان ہی کا طریق کار اور ان ہی کا شیوہ اختیار کرکے مطمئن ہو جانا چاہئے۔

المقدسی نے ابن مرہ کے اس بیان کو نقل کرکے ایک قاضی صاحب کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جن جن لوگوں سے میں اب تک ملا ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ اثر پذیر یاں ان ہی سے ہوا،

ان کی مجلس میں فروعی اور فقہی اختلافات کا ذکر جب آتا میں نے دیکھا کہ قبلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہی فرمار ہے ہیں:۔

من صلی الی هذه القبلة فهم اخواننا [1] — اس قبلہ کی طرف رخ کرکے جو نماز پڑھتے ہیں وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔

[1] المسطور ص ۳۶ احسن التقاسیم

© rasailojaraid.com